شہد کی زکوٰۃ

سوال :۔ کیا شہد میں زکوٰۃ ہے اس کے نصاب سے آگاہ فرمائیں۔

جواب :۔ شہد کا نصاب دس مشکیں ہیں۔ اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ نہیں۔ دس مشک میں ایک مشک ہے۔ گویا بارانی کھیتی کے حکم میں ہے یعنی جیسے اس کا دسواں حصہ ہے۔ اس طرح شہد کا بھی دسواں حصہ ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

۱۱ رجب ۱۳۵۴ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

مصارف زکوٰۃ

سوال :۔ قرآن مجید نے جو مصارف زکوٰۃ بیان فرمائے ہیں ان کی تفصیل فرمائی جائے۔

جواب :۔ قرآن مجید میں ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔

یعنی سوائے اس کے نہیں خیرات فقراء اور مساکین کے لئے ہے۔ اور ان کے لئے جو تحصیل زکوٰۃ پر عامل ہیں۔ اور ان نو مسلموں کے لئے جن کی تالیف قلوب مطلوب ہے اور گردنوں کے آزاد کرنے میں اور مسافروں کے لئے یہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

فقیر مسکین میں یہ فرق ہے کہ فقیر زیادہ تنگدست کو کہتے ہیں۔ اور مسکین کچھ کم کو۔ خضر علیہ السلام نے جن کی کشتی کا ایک تختہ نکال دیا تھا۔ قرآن مجید میں ان کو مسکین کہا گیا ہے۔ حالانکہ ان کی کشتی بھی تھی جس کے ذریعہ وہ کچھ کماتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ

یعنی کشتی مسکینوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے

خدا تعالے کا یہ فرمانا کہ کشتی مسکینوں کی تھی اس کا ظاہر اسی کو چاہتا ہے کہ کشتی ان کی ملک تھی اور کچھ کماتے بھی تھے ما وجود اس کے ان کو مسکین کہا ——— اس سے معلوم ہوا کہ مسکین ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ بالکل نادار ہو بلکہ صرف معاش کا تنگ ہونا شرط ہے۔ ہاں فقیر وہ ہے جو بالکل نادار ہو۔ ابن عباسؓ حسنؒ۔ مجاہدؒ قتادہؒ، عکرمہؒ، زہریؒ، فقیر کے لئے نہ ہونے کی شرط کرتے ہیں۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں جو در بدر پھر کر ایک ایک درہم یا کھجور جمع کرے وہ فقیر نہیں بلکہ فقیر وہ ہے جو بدن کپڑا صاف رکھے اور سوال نہ کرے۔ اس صفائی کی وجہ سے ناواقف اس کو غنی سمجھتا ہے۔ جیسے آیت کریمہ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ (پ ۳) میں ہے (ملاحظہ ہو معالم التنزیل وغیرہ۔ حدیث میں ہے مسکین وہ نہیں جو لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجوریں در بدر مانگتا پھرے بلکہ مسکین وہ ہے کہ اس کے پاس اتنا نہیں کہ اس کو کفایت کرے اور نہ اس کی اطلاع پائی جاتی ہے کہ کوئی اس پر صدقہ کرے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرتا ہے (مشکوٰۃ من تحل لہ المسئلۃ) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو اپنے نفس کے لئے در بدر پھرنے سے نہ ہٹے اس کو زکوٰۃ نہ دینی چاہئے جو اس میں احتیاط نہیں کرتے وہ غلط کرتے ہیں۔

عامل

تحصیل زکوٰۃ پر عامل اگرچہ غنی ہو۔ اس کو حق الخدمت دیا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے غنی کو پانچ حالتوں میں صدقہ حلال ہے (اول) جنگ کی حالت میں (دوم) تحصیل صدقات پر عامل ہونے کی حالت میں (سوم) جب وہ مقروض ہو جائے (چہارم) صدقہ کی شے اپنے پیسے سے خریدنے کی حالت میں (پنجم) مسکین جس پر صدقہ ہوا ہے وہ اس اپنے صدقہ سے کسی غنی کو تحفہ دیدے (مشکوٰۃ باب من لا تحل لہ الصدقۃ)

اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ تحصیل صدقات پر عامل خواہ غنی ہو وہ حق الخدمت لے سکتا ہے

ایک اور حدیث میں ہے ابن ساعدی کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے صدقہ پر مجھے عامل بنایا۔ جب میں فارغ ہوا اور مال زکوٰۃ حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دیا تو حضرت عمرؓ نے مجھے حق الخدمت دینا چاہا۔ میں نے کہا میرا کام یہ للہ ہے۔ میں نے اسی نیت سے کیا ہے میرا اجر خدا پر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جو کچھ تجھے دیا جاتا ہے لے لے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تحصیل زکوٰۃ کا کام کیا تھا۔ آپ مجھے حق الخدمت دینے لگے۔ میں نے یہی کہا جو کچھ تو نے مجھے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تجھے بغیر مانگے کوئی شے ملے تو اس کو کھا اور صدقہ کر۔

نومسلم

اسی طرح نومسلم خواہ غنی ہو۔ اُس کے ساتھ بھی سلوک اس لئے کیا جاتا ہے کہ کسی وقت تھوڑی سی تکلیف پہنچنے سے اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائے۔ بخاری کتاب الایمان (باب اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں بعض لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ کہیں خدا ان کو جہنم میں نہ الٹا دے

گردنوں کا آزاد کرنا

اس سے مراد مکاتب ہے۔ جس کو اس کا مالک لکھ دیتا ہے کہ تو اتنے روپے ادا کر دے تو تو آزاد ہے قرآن مجید میں ہے۔ وآتوھم من مال اللہ الذی اٰتاکم (۲۴/۳۳) یعنی مکاتبوں کو خدا کے دئے ہوئے مال سے دو۔ اور گردنوں کے آزاد کرنے میں قیدیوں کا چھڑانا بھی داخل ہے۔ کیونکہ مکاتب سے بھی زیادہ تنگی میں ہیں۔ اور اگر گردن کے آزاد کرنے میں مطلق غلام کو داخل کر دیا جائے تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں مثلاً مال زکوٰۃ سے کوئی غلام خرید کر آزاد کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ ہاں اپنا غلام آزاد کر دے اور اُس کی قیمت مال زکوٰۃ سے وضع کر لے۔ تو اس میں شبہ ہے کیونکہ جب کوئی غلام ردی ہونے کی وجہ سے بکتا نہ ہو یا تھوڑی قیمت ملتی ہو تو وہ اُس کو آزاد کر کے اس کا حساب زکوٰۃ میں لگا لے اس لئے اپنے غلام کی بابت اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ البتہ اس کی بابت دوسرے لوگوں سے قیمت وغیرہ کا فیصلہ کرا لے تو اس صورت میں اجازت کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

قرضدار

قرضدار دو طرح کے ہیں۔ ایک جو کسی کا ضامن ہو جائے اور اُس کو ضمانت بھرنی پڑے یا کسی اور طرح دوسرے کی وجہ سے اس پر تاوان پڑ گیا۔ دوسرا وہ قرضدار ہے جو اپنے لین دین میں مقروض ہو جائے۔ جیسے تجارت میں خسارہ پڑ گیا۔ یا اور کوئی نقصان پہنچا۔ یہاں مُراد پہلی قسم ہے کیونکہ آیت میں الغارمین کا لفظ ہے جو غرامت سے نکلا ہے اور غرامت کا استعمال اگرچہ عام قرض میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے قرض کی دعاؤں میں ہے مگر اصل معنی اس کے تاوان کے ہیں۔ اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ اگر عام قرضدار مراد لیں تو اس میں اُمراء بھی آ سکتے ہیں جو اکثر تجارت میں اُدھار کا معاملہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ قرضدار مراد لیں جن کو قرض نے دبا لیا ہو اور اس کی جائداد قرض میں گھر گئی ہو تو وہ فقیر مسکین کے حکم میں ہیں۔ پھر اس کے الگ ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ عام محاورہ میں یہ فقیر مسکین نہیں کہلاتا اس لئے اس کا الگ ذکر کیا۔ تو اس

صورت میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ بہر صورت قرضدار سے مراد مطلق قرضدار نہیں بلکہ یا تو اس کا قرض دوسرے کی خاطر ہو جو اس بچارے پر تاوان کے حکم میں ہے یا وہ جس کو قرض نے دبالیا ہے اور اس کی جائداد کو گھیر لیا ہے اگر ایسا مقروض نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ نہیں لگتی بلکہ اگر اس کے پاس اتنا سونا چاندی ہو جس پر زکوٰۃ پڑ سکتی ہے۔ یا اتنا غلہ وغیرہ ہو جو عشر کے قابل ہو یا کوئی اور جنس ہو جس میں زکوٰۃ فرض ہے تو اس کو زکوٰۃ یا عشر دینا پڑے گا صرف اس خیال سے کہ میرے ذمہ قرض ہے۔ زکوٰۃ عشر کی ادائیگی میں سستی نہ کرے بہت لوگ قرض کی وجہ سے زکوٰۃ عشر ادا نہیں کرتے حالانکہ ان کے پاس کافی جائداد مکان زمین وغیرہ ہوتی ہے جس کو فروخت کر کے ادا کر سکتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ قرض کو زکوٰۃ عشر پر ڈال کر اس فرض کی ادائیگی میں سستی کریں۔

فی سبیل اللہ

فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ اور حج عمرہ بھی اس میں داخل ہے۔ اور بعض عام مراد لیتے ہیں۔ کوئی کار خیر اس میں شامل ہے۔ تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

ابن السبیل

اس سے مراد مسافر ہے خواہ گھر میں اس کے مال ہو مگر سفر میں اس کے پاس کچھ نہیں سو اس حالت میں مال زکوٰۃ سے اس کی امداد ہو سکتی ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

۱۱ رجب ۱۳۵۴ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ و خیرات دینا

سوال :۔ خاوند بخیل ہے اور عورت مسلمان نیک ہے۔ خاوند زکوٰۃ۔ عشر، صدقہ، خیرات نہ کرتا ہے نہ عورت کو اجازت دیتا ہے ایسی مجبور عورت کو جائز ہے کہ وہ اس سے چوری صدقہ فطر اپنا اور اولاد کا دے دے اور اپنے زیور کی زکوٰۃ نکال دے یا کسی مسافر مسکین کو کھانا کھلا دے۔ اور عشر نکال دے۔

جواب :۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ زکوٰۃ کا تعلق عین مال سے ہے یا دین کی طرح ذمہ میں ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

دلائل دونوں طرف قوی ہیں۔ پہلے مذہب کی بنا پر عورت کو گنجائش ہے کہ وہ خاوند کے مال کی زکوٰۃ اور عشر ادا کرے۔ کیونکہ مال اس کے سپرد ہے۔ نیز اس مذہب والے کہتے ہیں کہ ولی کو چاہیئے کہ یتیم کے مال سے ہر سال کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔ اگرچہ یتیم اس قابل نہیں کہ خدا کی طرف سے کسی حکم کا مکلف ہو مگر زکوٰۃ کا تعلق عین مال سے ہے اور وہ ولی کے سپرد ہے تو ولی کو چاہیے کہ جیسے یتیم کے مال میں کوئی شریک ہو تو اس کا حصہ بانٹ کر اس کو دیتا ہے اس طرح اس مال میں مسکین شریک ہیں ان کا حق زکوٰۃ نکال کر دے اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ یتیم کے مال کو بڑھانا چاہیئے تاکہ اس کو زکوٰۃ نہ کھا جائے یہ تو زکوٰۃ اور عشر کا حکم ہے۔ رہی اس کے اپنے زیور کی زکوٰۃ تو وہ خاوند کے مال سے ادا نہیں کر سکتی کیونکہ زیور اس کی ملک ہے تو زکوٰۃ اس کی اسی پر ہوگی۔ ہاں اگر خاوند کا زیور ہے جو اس کو عاریۃً دیا ہوا ہے تو اس کی زکوٰۃ پہلے مذہب پر دے سکتی ہے۔ باقی رہا اس کا صدقۂ فطر اور اس کی اولاد کا صدقۂ فطر تو یہ مرد کے ذمہ ان کا حق ہے۔ جس کی کار مختار عورت ہے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ میرا خاوند بخیل ہے۔ کیا اس کے مال سے چوری کر لوں۔ فرمایا جتنا تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو لے لے۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب النفقات وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس طرح عام صدقہ خیرات کی بھی عورت کو اجازت ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب "صدقۃ المرأۃ من مال الزوج" میں حدیث ہے کہ جب عورت بغیر اجازت خاوند صدقہ کرتی ہے تو اس کو آدھا ثواب ملتا ہے لیکن دوسری حدیث میں شرط آئی ہے۔ غیر مفسدۃ یعنی خاوند کے مال کو بگاڑنے والی نہ ہو یعنی جیسے عام طور پر گھروں میں سوالی کو عورتیں دیتی ہیں یا کسی آئے گئے کو روٹی کھلا دیتی ہیں یا اس طرح کا کوئی اور عام رواج کے مطابق تصرف کرتی ہیں۔ اس کا کوئی حرج نہیں۔ عام رواج سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ جیسے غریب گھر ہو تو دس آدمیوں کو کھلا دے ایسا تصرف فساد میں داخل ہے کیونکہ یہ معروف کے خلاف ہے۔ ایک عورت نے ایک بکری بغیر اجازت خاوند فروخت کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناجائز قرار دے دیا۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب المعجزات۔ جب بغیر اجازت کے ایک بکری کی خرید و فروخت جائز نہ ہوئی تو زیادہ مقدار میں صدقہ خیرات کس طرح جائز ہوگا۔ اور جن احادیث میں منع آیا ہے کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر طعام بھی نہ دے جیسے مشکوٰۃ کے باب صدقۃ المرأۃ من مال الزوج میں ہے تو اس سے یہی غیر معروف خرچ مراد ہے۔ یعنی عام دستور اور رواج سے زیادہ نہ دے امیر امیروں کا دستور اور غریب غریبوں کا دستور استعمال کریں۔ ہاں اگر عام نفلی خیرات میں خاوند ناراض ہو

اور بخل کرتا ہو تو اس صورت میں عورت کو خاوند کے مال میں عام نفلی خیرات سے بند رہنا مناسب ہے۔ کیونکہ اوپر جو حدیث ذکر ہوئی اس میں تصریح ہے کہ عورت کو آدھا ثواب ملتا ہے۔ اور جس حالت میں غیر مفسدہ کی شرط ہے اس میں تصریح ہے کہ خاوند کو بھی ثواب ملتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب خاوند ناراض ہو تو خاوند کو ثواب نہیں مل سکتا۔ پس عورت کو چاہیئے کہ نفلی خیرات اس صورت میں کرے جس میں دونوں ثواب کے مستحق ہوں تاکہ اس کی خیرات ان حدیثوں کے موافق ہو۔ ان باتوں کا عموماً خیال رکھنا چاہیئے۔ عورتیں اس معاملہ میں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ اور خاوند کے مال میں خیرات کے علاوہ پوشیدہ بہت تصرف کرتی ہیں۔ جو بڑی بے برکتی کا سبب ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔ آمین۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

یکم ربیع الاوّل ۱۳۵۳ھ ۱۴ جون ۱۹۳۴ء

سید کی زکوٰۃ سے سید مدرس کو تنخواہ دینا

سوال :۔ دینی مدارس میں جو سید مدرس درس و تدریس کا کام کرتے ہیں، زکوٰۃ سے ان کو تنخواہ دی جا سکتی ہے، اور کیا سید اپنی زکوٰۃ غریب سید کو دے سکتا ہے۔؟

حاجی شمس دین شامکوٹ نوشیہاں والا ضلع لاہور

جواب :۔ صریح دلیل اس بارہ میں کوئی نہیں۔ البتہ اجتہادی دلیل ہے جو امام ابوحنیفہ وغیرہم سے منقول ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کے عوض بنو ہاشم کو غنیمت کے مال سے خمس سے حصہ ملتا تھا۔ اور وہ اب نہیں رہا اس لئے جائز ہے، اور بعض مالکیہ بھی جواز کے قائل ہیں۔ اور امام شافعی کے مذہب میں بھی بعض شافعیہ نے ایک صورت جواز کی لکھی ہے۔ اور بہت سے علماء کہتے ہیں کہ بنو ہاشم کی آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ لگ سکتی ہے نہ غیر کی۔ اور اس کی دلیل میں ایک صریح حدیث ذکر کی ہے لیکن امام شوکانی رہ اس حدیث پر لکھتے ہیں۔ قد اتھم بعض الرواۃ وقد اطال صاحب المیزان الکلام علی ذالک۔ یعنی اس حدیث کے بعض راوی متہم ہیں۔ اور امام ذہبی نے میزان میں اس پر بڑی لمبی بحث کی ہے۔

البتہ نفلی صدقہ بلاشک وشبہ جائز ہے کیونکہ زکوٰۃ کے متعلق منع کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگوں کی

میل ہے اور نفل میں نہیں۔ ہاں صرف حضورؐ کی ذاتِ گرامی پر نفلی صدقہ بھی حرام ہے جس کی وجہ آپ کا شرف اور بلندی شان ہے۔ اور احادیث میں آیا ہے کہ آپ ہدیہ اور ہبہ کو قبول کر لیتے تھے نہ صدقہ۔ ہدیہ۔ ہبہ اور صدقہ کے الفاظ بھی تبلا رہے ہیں کہ حضور پر فرضی۔ نفلی ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور اس پر قریب قریب اجماع ہے۔ البتہ اوقاف کا حکم علیحدہ ہے وہ سب کے لئے جائز ہے اور وہ ہدیہ اور ہبہ کے حکم میں ہے۔ زیادہ تفصیل نیل الاوطار میں ملاحظہ ہو۔

عبداللہ امرتسری روپڑی حال لاہور ماڈل ٹاؤن سی بلاک

گندم، جو وغیرہ مجموعی غلہ میں زکوٰۃ

سوال:۔ عشر کے لئے نصاب شرعی بیس من پختہ وزن ہے جو پانچ وسق ہے۔ اگر کسی کھیت میں پیداوار غلہ کی مختلف اجناس سے ہو مثلاً گیہوں دس من۔ باجرہ پانچ من۔ جو پانچ من تو ان میں عشر ہر جنس غلہ میں ہے جب کہ وہ مقدار نصاب کو پہنچے یا ان غلہ جات کو جمع کر کے نصاب پورا ہو جائے تو پھر ان میں عشر ہے ــــــــ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ مجموعی غلہ میں عشر کے قائل ہیں۔ خواہ وہ مختلف اجناس سے ہوں۔ احناف و شوافع وغیرہ ہر ایک جنس علیحدہ میں عشر کے قائل ہیں۔ گو احناف کے نزدیک تو مطلق پیداوار میں عشر ہے۔ آپ اپنی تحقیق فرمائیں۔ میرا خیال ہے کہ غلہ جات خواہ مختلف اجناس سے ہوں اور ہر ایک نصاب شرعی سے کم ہو۔ مگر مجموعی طور پر وہ نصاب شرعی کو پہنچ جائیں تو ان میں عشر ہے کیونکہ علت طعم سب میں ہے اور فائدہ میں اتحاد ہے ــــــــ پھر سوال یہ ہے کہ غلہ کی جب مختلف اجناس ہوں تو عشر کس غلہ سے دیا جائے۔ بعض غلہ قیمتی ہوتا ہے۔ بعض قیمتی نہیں ہوتا۔

ابو محمد عبدالجبار مدرس مصباح العلوم کھنڈیلہ

جواب:۔ میری تحقیق آپ سے متفق ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ فیما سقت السماء العشر ﷺ نے فرمایا ہے۔ جنسوں کو الگ نہیں کیا۔ پس ایک موسم کی سب اجناس ملانی چاہئیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں واٰتوا حقہ یوم حصادہ آیا ہے۔ البتہ کپاس کو باقی اجناس میں شامل نہیں کرنا چاہئے۔ کپاس کسی جنس سے نہیں ملتی کیونکہ وہ چھ ماہ تھوڑی تھوڑی اترتی ہے اس لئے اس کا حساب الگ ہوگا۔ اجناس ملانے کی تائید اس سے

بھی ہوتی ہے کہ بکریاں اور دُنبے ملائے جاتے ہیں۔ حالانکہ دونوں الگ الگ جنسیں ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ حدیث میں دفی الغنم کا لفظ آیا ہے جو دونوں کو شامل ہے پس اس طرح فیما سقت السماء کو سمجھ لینا چاہیے۔

زیرہ۔ دھنیا۔ پیاز میں عشر

سوال:۔ زیرہ۔ دھنیا۔ پیاز میں عشر ہے یا نہیں؟

جواب:۔ راجح مذہب یہی ہے کہ خضروات میں عشر نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کے طرق بہت ہیں سب مل کر حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ اور خضروات وہ ہے جو ذخیرہ نہ ہو سکے۔ زیرہ اور روئی خضروات میں داخل نہیں۔ کیونکہ ان کا ذخیرہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح دھنیا وغیرہ ہے۔ البتہ۔ پیاز۔ لسن۔ آلو وغیرہ خضروات میں داخل ہیں۔ اگرچہ کچھ مدت تک رکھے جاسکتے ہیں مگر بڑی تدبیر سے اور وہ بھی نصف۔ تہائی۔ چوتھائی رہ جاتے ہیں۔ ذخیرہ کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ فصل تک آسانی سے محفوظ رہ سکے۔ سو یہ ایسے نہیں اس لئے یہ خضروات ہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی حال لاہور، ماڈل ٹاؤن سی بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹

۳۰ شوال ۱۳۷۲ھ ۱۲ جولائی ۱۹۵۳ء

روزہ کا بیان

رؤیت ہلال

سوال:۔ کتنے گواہ ہوں کہ روزہ کے بارہ میں ان کی رؤیت کا اعتبار ہو سکتا ہے۔

جواب:۔ حدیث میں ہے۔

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ رَئَیْتُ الْہِلَالَ یَعْنِیْ ہِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَّصُوْمُوْا غَدًا (رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والدارمی (مشکوۃ)